مومنوں کو نفاق کے محاذ پر بڑی بیداری، چوکسی اور فراست کے ساتھ شیطان کا مقابلہ کرنا چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ ؍جون ۱۹۷۰ء ۔ بمقام مسجد مبارک ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گرمی اور دھوپ کی وجہ سے میری طبیعت دو تین دن سے ٹھیک نہیں ہے آنکھوں پر بھی اثر ہے دورانِ سر اور دردِ سر بھی ہے اگر چہ آج ہمت نہیں تھی لیکن میں نے آپ سے چند ضروری باتیں کہنی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھتے ہوئے یہاں آ گیا ہوں۔ چند باتیں مختصراً کہوں گا آپ سوچیں اور اس اختصار ہی کو بہت سمجھیں۔

پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ قرآنِ عظیم کو حرزِ جان بنائیں اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق ہدایت دی ہے ہمارے لئے اس ہدایت کو سمجھنا اور اس پر چلنا ضروری ہے۔ اجتماعی زندگی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی وضاحت سے تنبیہہ کی ہے کہ جب وہ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے تو شیطان کو اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے کہ وہ نفاق کی حدود سے اس سلسلہ پر حملہ آور ہو۔ شیطان کے چیلے ایک منافق کی حیثیت سے الٰہی سلسلہ میں داخل نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک ’’مصلح‘‘ کا جُبّہ پہن کر آتے ہیں ان کا بزرگی اور تقدس اور اصلاحِ نفس کا نعرہ ہوتا ہے۔ ان کے ریاء اور نفاق اور تکبّر کے جُبّہ پر ہر طرف ’’اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ‘‘ (البقرۃ:۱۲) لکھا ہوتا ہے لیکن ان کے اس ’’اصلاح‘‘ کے نعرہ کے پیچھے جو شیطنت اور نفاق جھلک رہا ہوتا ہے ایک مومن کی فراست اسے بھانپ لیتی ہے اور اس سے کسی صورت میں بھی جماعت مؤمنہ

کو نقصان نہیں پہنچتا۔

یہ نفاق ترقیات کے دَور میں اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کو استحکام بخشا اور مسلمانوں کے پاؤں کو مضبوطی سے قائم کیا وہیں شیطان نے نفاق کے جال کو زیادہ ہوشیاری کے ساتھ بچھایا اور جب بھی اُمّت مسلمہ کے ان افراد نے بیداری اور چوکسی اور ہمت اور فراست کے ساتھ نفاق کا مقابلہ نہیں کیا اسلام کی عظمت اور اس کی شان باقی نہ رہی (مسلمان کی کہنا چاہئے کیونکہ اسلام کی عظمت اور شان تو قائم ہے آسمان پر بھی اور زمین پر بھی) مسلمان کی شان باقی نہ رہی۔

پس ہم نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ، نہایت فراست کے ساتھ اس محاذ پر شیطان کا مقابلہ کرنا ہے اعلان اور دعویٰ تو یہی ہوگا کہ ''اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ'' (البقرۃ:۱۲) لیکن ہمارا جواب (اللہ تعالیٰ کی زبان میں) یہی ہوگا۔ ''اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ'' (البقرۃ:۱۳) کہ تم ہی فسادی ہو۔ تم بزرگی اور تقدس اور صالحیّت کے جامہ میں اپنے نفاق کو چھپا نہیں سکتے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' کا اعلان کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے مخلصین نے اس پر اس وقت تک بہترین رنگ میں لبّیک کہا ہے۔ کل شام کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق ساڑھے بارہ لاکھ روپے کے قریب وعدے ہوگئے ہیں اور قریباً سوا لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے نقد آ گئے ہیں (اب جبکہ یہ خطبہ شائع ہو رہا ہے وعدے بیس لاکھ تک پہنچ چکے ہیں اور قریباً اڑھائی لاکھ روپیہ نقد وصول ہو چکا ہے۔ الحمدللہ۔ (ادارہ) نقد اس لئے کم جمع ہوئے ہیں کہ میں نے نومبر تک مہلت دے رکھی ہے لیکن جو دوست اس وقت ادا کر سکتے ہوں انہیں ادا کر دینا چاہئے۔ نومبر کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ نومبر تک کی مہلت تو زیادہ تر زمیندار بھائیوں کی سہولت کے لئے دی گئی ہے تا کہ انہیں قرضے لے کر اس مد میں رقم ادا نہ کرنی پڑے کیونکہ جب خریف کی فصلیں آئیں گی تو اس وقت ان کی مالی حالت ایسی ہوگی کہ وہ سہولت کیساتھ یہ قربانی دے سکیں گے۔ غرض ان (زمینداروں) کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے نومبر تک کی مہلت دی گئی ہے۔ بعض اور دوست بھی ایسے ہو سکتے ہیں جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس مہلت سے فائدہ اٹھالیں لیکن جو دوست آج ادا کر سکتے ہیں انہیں کل

کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انگلستان کی جماعت اس مَد میں فضل عمر فاؤنڈیشن سے دواڑھائی گنا زیادہ رقم دے سکتی ہے تو میری غیرت اور آپ کی غیرت یہ نہیں پسند کرے گی کہ ہم لوگ انگلستان کی جماعت سے پیچھے رہ جائیں۔ اس لئے اس مدّ میں پاکستان کا چندہ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے چندہ سے دواڑھائی گنا زیادہ ہونا چاہئے اگر دوست توجہ کریں اور اللہ تعالیٰ ہم پر فضل اور رحم فرمائے تو ہم یہ حقیر سی قربانی اس کے حضور پیش کر دیں گے اور اپنے رب سے یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پیارے محبوب ربّ کریم! ہم نے تیری رضا کے حصول کے لئے یہ حقیر سی قربانیاں دیں اور تو نے جو یہ اظہار کیا ہے کہ مومن کا ہر قدم پہلے سے آگے ہی پڑتا ہے اس کے مطابق ہم نے کوشش کی، تُو جو تمام خزانوں کا مالک ہے تو ان نہایت حقیر قربانیوں کو قبول کر اور ہمیں اپنی رضا کے عطر سے ممسوح کر۔

تیسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ علاوہ مال کے (جو ضرورت کے لحاظ سے بہت تھوڑا ہے لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ ہمیں جتنی توفیق دیتا ہے ہم وہی اس کے حضور پیش کر سکتے ہیں) ہمیں آدمیوں کی بھی ضرورت ہے اور اس کے متعلق میں آج یہاں غالباً پہلی دفعہ یہ اپیل کر رہا ہوں۔ انگلستان میں جب میں نے تحریک کی تو وہاں کے بعض بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور اونچی ڈگریاں لینے والے احمدی ڈاکٹروں نے افریقہ میں کام کرنے کیلئے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دیں۔ بہر حال ہمیں کم سے کم ۳۰ ڈاکٹروں اور ۷۰، ۸۰ ٹیچرز کی ضرورت ہے ہمارا ایم۔بی۔ بی۔ایس ڈاکٹر بھی وہاں کام کر سکتا ہے ایسے ڈاکٹر وہاں اس وقت کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب ہیں۔ ٹیچنگ لائن میں ایک بی۔اے جس نے ٹریننگ حاصل کی اور جو بی۔ایڈ کہلاتا ہے اسے وہ لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں اور ایک ایم۔ایس۔سی اور ایم۔اے کی نسبت اس کے لئے جلدی اور سہولت سے پرمٹ مل جاتا ہے۔ غرض بی۔اے، بی۔ایس سی جس نے ٹریننگ بھی حاصل کی ہو اسے وہاں کی حکومتیں ترجیح دیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں اگر کوئی محض ایم۔اے یا ایم۔ایس۔سی ہو اور ٹریننگ حاصل نہ کی ہو اسے وہ اقوام ٹیچنگ لائن میں وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں۔ البتہ جس نے ایم۔اے، ایم۔ایس۔سی کے

ساتھ ٹریننگ بھی کی ہو وہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔

یہاں پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال سینکڑوں ہزاروں احمدی نوجوان بی۔اے، بی۔ایس۔سی اور ایم۔اے، ایم۔ایس۔سی کا امتحان پاس کرتے ہیں۔ان سینکڑوں ہزاروں میں سے اس وقت ہمیں ۷۰، ۸۰ نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کریں۔ جو دوست وہاں جاتے ہیں وہ اکثر جگہ (ہر جگہ تو نہیں کیونکہ جہاں نئے سکول کھولیں گے وہاں ہم اتنا گزارہ نہیں دیں گے) لیکن وہ سیرالیون میں مثلاً یہاں کے یونیورسٹی کے پروفیسروں جتنی تنخواہ بھی لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ثواب بہرحال اس پر زائد ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ان ملکوں کا دَورہ کرتے وقت میرا احساس یہ رہا ہے کہ ہمارے مبلغوں سے ہمارے ٹیچرز کسی بھی لحاظ سے کم نہیں ہیں۔ وہ بڑے پیار اور بڑی تندہی سے کام کرنے والے ہیں۔ مجھے شرم سے یہ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کا کام اپنی سنجیدگی اور متانت کے لحاظ سے، اپنی ذمہ داری کے احساس کے لحاظ سے اور جو وقت وہ خرچ کررہے ہیں اس کے لحاظ سے اور جو اثر وہ اپنے طلبہ پر پیدا کررہے ہیں اس کے لحاظ سے غرض بہت سی باتوں میں وہ تعلیم الاسلام کالج سے بھی زیادہ اچھے ہیں اور یہ شرم کی بات ہے ہمارے مرکز کے سارے تو نہیں لیکن بعض اساتذہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ گپیں ہانکنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور اگر سٹاف روم میں بیٹھ کر گپیں ہانکتے رہیں تو گویا انہوں نے اپنا فریضہ ادا کردیا۔ انہیں بھی شرم آنی چاہئے ہمیں بھی شرم آرہی ہے۔ جو سات ہزار میل دور جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا بھی دی (اس کا دماغ خراب ہوسکتا تھا جیسا کہ دنیا داروں کا ہوجاتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ان کے ذہنوں کو سنبھالا۔ وہ بالکل بے نفس ہیں یعنی پیسہ ان کو مل رہا ہے لیکن آپ یہ محسوس نہیں کریں گے کہ انہیں زیادہ پیسہ مل رہا ہے وہ بڑی محنت واخلاص سے وہاں کام کررہے ہیں۔طلباء میں اتنا ڈسپلن ہے کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے۔ ہمارے تعلیم الاسلام کالج کے مقابلے میں وہاں کے طلباء میں زیادہ ڈسپلن ہے حالانکہ ان میں سے بہت بڑی تعداد غیر احمدیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کے بچوں کی ہوتی ہے۔ عیسائیوں اور مشرکوں میں سے بہت سے ماں باپ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سکولوں میں اپنے بچوں کو اس

لئے داخل کرنا چاہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں ہمارے سکولوں میں ان کے بچے خراب نہیں ہوں گے لیکن کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا بچہ تعلیم الاسلام کالج میں داخل ہوکر خراب نہیں ہوگا؟ سوال مَیں کردیتا ہوں جواب آپ خود سوچ لیں۔

پھر وہاں بڑی خوبی کی بات یہ ہے (کہ یہاں عام طور پر سٹاف کے ممبر آپس میں لڑتے رہتے ہیں مگر) وہاں سٹاف کے ممبروں میں غیر احمدی بھی ہیں عیسائی بھی ہیں اور بعض غیر ملکی بھی ہیں لیکن ان میں آپس میں بڑا پیار ہے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں، بڑی امن کی فضا ہے اور اس پُرامن فضا کے پیدا کرنے میں ہمارے یہاں کے پاکستانی اساتذہ کا بڑا حصہ ہے جن میں سے (ساری جگہوں پر تو نہیں لیکن) بہت سے پرنسپل ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑے اچھے دل اور دماغ اور جذبات اور احساسات دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور اپنی برکات سے نوازے۔ جو ڈاکٹر وہاں اس وقت کام کررہے ہیں وہ بھی بہت اخلاص سے کام کررہے ہیں ہمارے ہیلتھ سنٹر ابھی چند ہی ہیں مثلاً نائیجیریا میں ہمارے تین ہیلتھ سنٹرز ہیں ایک گیمبیا میں ہے اور یہاں بہت سارے کھولنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو منشاء مجھے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں پہلے ہیلتھ سنٹرز کھولنے کی طرف توجہ دینی چاہئے کیونکہ یہ بڑا غریب ملک ہے اور بیماری میں تو انسان ویسے ہی قابلِ رحم بن جاتا ہے وہ بیمار ہوتے ہیں تو انہیں وہاں کوئی معمولی طبّی امداد دینے والا بھی نہیں ہوتا میں نے بتایا تھا کہ سارے گیمبیا میں ایک بھی Eye Specialist (آئی سپیشلسٹ) نہیں۔ وہاں جس بیچارے کی آنکھیں خراب ہوجائیں وہ اپنی آنکھیں دکھانے کے لئے پاسپورٹ دکھا کر کئی سَو میل دور سینیگال کے دارالخلافہ ڈاکار (Dakar) جاتا ہے پھر اگر اسے عینک لگنی ہو تو وہ واپس آکر جس نمبر کی اسے عینک لگنی ہوتی ہے اسے لندن خط لکھ کر وہاں سے منگوانی پڑتی ہے اور جو عینک یہاں آٹھ دس روپے میں بن جاتی ہے وہاں اس کے اوپر ۱۰۰ روپے سے بھی زیادہ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ پس وہاں ایسے علاقوں کے علاقے پائے جاتے ہیں جہاں کوئی ڈاکٹر نہیں کماسی میں ایک پیرا ماؤنٹ چیف کئی سو میل سے مجھے ملنے آیا اور ایک M-P (ایم۔ پی) کو اپنے ساتھ سفارشی بنا کر لایا وہ کہنے لگا کہ ہمارے علاقے میں طبّی امداد کا کوئی انتظام نہیں آپ ہمارے ساتھ محبت کا سلوک کریں ہمارے علاقہ میں طبّی مرکز کھولیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا کہ ٹھیک

ہے کھولیں گے انشاء اللہ۔ ان کے ساتھ جو ایم۔ پی تھا وہ کہنے لگا کہ جو دفتری کارروائی ہے جسے ہم سرخ فیتہ کہتے ہیں اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ ہم وہ قوم نہیں ہیں جسے اپنی کامیابی کے لئے ملکی قانون توڑنے کی ضرورت پڑے ہم ملکی قانون کے پابند رہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقیات کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کوئی دُنیوی طاقت اس کے راستے میں روک نہیں بن سکتی۔

پس نوجوانوں کو بھی آگے آنا چاہئے وہ نیک نیتی سے اپنے نام پیش کر دیں۔ پھر ان میں سے ہم انتخاب کریں گے اور مختلف ملکوں میں ان کے کاغذ بھیجیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کام اس سال کے اندر اندر ہو جائے اس طرح وہاں انشاء اللہ بہت سے طبّی مراکز کھل جائیں گے۔ ویسے ایک طبّی امداد کے مرکز کے لئے شروع میں یہ بھی ضروری نہیں کہ وہاں ہم اپنا کلینک بنائیں یا اپنی عمارت ہو۔ کوئی مکان کرایہ پر لے کر ہم اپنا کام شروع کر سکتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ توفیق دے گا اور دے رہا ہے، دلوں کے جو بٹوے ہیں ان کو اس نے کھول دیا ہے کیونکہ جب تک دل کا منہ نہ کھلے اس وقت تک کسی کی جیب کے بٹوے کا منہ نہیں کھلا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قربانی کے لئے دلوں کے بٹووں کے منہ کھول دیئے ہیں۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ مجھے اس بات کی فکر نہیں کہ پیسہ کہاں سے آئے گا اور آئے گا بھی یا نہیں۔ پیسہ یقیناً آئے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو جماعت سے قربانیاں مانگ وہ قربانیاں دے گی۔ انگلستان میں بھی مَیں نے یہی کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ کہلوایا ہے کہ دس ہزار پاؤنڈ میرے جانے سے پہلے جمع ہو جائیں گے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ جمع نہ ہوں؟ میرے منہ سے جو بات نکلی ہے خدا تعالیٰ خلافت کی غیرت کی وجہ سے اسے پورا کرے گا اور اس نے اپنے فضل سے پورا کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ ۱۹۶۷ء کی بات ہے میں غالباً پہلے بھی بتا چکا ہوں ایک موقع پر جب مجھ سے بارہ (یہ پادریوں کی ایک ایسوسی ایشن تھی اس کے) نمائندے اکٹھے ملنے آئے تھے۔ تو ایک شخص کے متعلق بے خیالی میں ہی میرے منہ سے نکل گیا کہ تمہیں مذہبی قانون آتا ہے (وہ پادری جو کج بحثی کر رہا ہے) تم اسے جواب دو مَیں جواب نہیں دوں گا جس وقت میرے

منہ سے یہ فقرہ نکل گیا تو فوراً مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ اسے مذہبی قانون آتا ہے یا نہیں۔ اگر اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مجھے مذہبی قانون نہیں آتا تو یہ میرے لئے شرمندگی کا باعث ہوگا لیکن ہوا یہ کہ اسے مذہبی قانون آتا تھا۔ بعد میں وہ کمال یوسف صاحب سے کہنے لگا کہ میں حیران ہوں حضرت صاحب کو کیسے پتہ لگ گیا کہ مجھے مذہبی قانون آتا ہے کیونکہ میں اس وفد میں ایک اور آدمی کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے عین آخری وقت میں شامل کیا گیا ہوں اور مَیں یہ نہیں سوچ سکتا کہ میرے متعلق علم حاصل کر لیا ہو کیونکہ مَیں وفد آنے سے ایک دو گھنٹے پہلے شامل ہوا ہوں پس وہ حیران تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو اس طرح بھی دکھاتا ہے اس نے جب یہ کہا میں نے خلافت کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کے لئے قائم کیا ہے تو دنیا جو مرضی سمجھتی رہے۔ اپنے یا غیر جو مرضی کہتے رہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتیں تو خلافت کیساتھ وابستہ ہیں وہ اپنے بے شمار فضل جماعت پر نازل کر رہا ہے۔ منافق ان فضلوں کو دیکھ کر کُڑھتا اور جلتا اور اندر ہی اندر بھنتا ہے۔ دوسرے مخالفین کو بھی یہی کہا گیا ہے اور منافقین کو بھی یہی کہا گیا ہے۔ ’’مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ‘‘ (ال عمران: ۱۲۰) اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ تم اپنے غصّہ میں جلو مرو۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلوں کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ یہ عظیم نشان جس کے ہزاروں کروڑوں پہلو ہیں یہ عظیم نشان جماعت کے اندر نظر آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی پوری شان کے ساتھ اور اپنی تمام صفات کے جلوؤں کے ساتھ ہم پر جلوہ گر ہے اس واسطے بُغض وعناد کے جو دھوئیں ہمارے سامنے آتے ہیں ان کی حقیقت ایک مردہ مچھر کی بھی نہیں ہے اور ہر احمدی کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ مچھر بھی تو ہمیں آ کر کاٹتا ہے اور بخار چڑھا دیتا ہے لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ہزاروں مچھر کاٹتے ہیں مگر جسے اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہتا ہے اسے زندہ رکھتا ہے۔ پس جو الٰہی سلسلہ کا وجود ہے کیا وہ مچھروں کے کاٹنے سے نقصان اٹھائے گا؟ یہ بات تو عقل میں نہیں آتی۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہیں ان کے حاصل کرنے کا دروازہ آپ کے لئے کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع آپ کو دے دیا ہے آپ اس کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو حاصل کریں اور اس کے پیار اور اس کی رضا کے وارث بنیں۔ یہ دنیا اور اس دنیا کے

اموال اور اس کی عزتیں ہیں کیا شے؟ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں ایک سیکنڈ کے لئے اس کی محبت کا جلوہ دیکھ لینا اتنی عظیم چیز ہے کہ ساری دنیا اور اسکی ساری دولتیں اور عزتیں اس پر قربان کی جاسکتی ہیں۔ ہم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ہزاروں دوست ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اور آپ کے محبوب ترین روحانی فرزند مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات اور فیوض کے طفیل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پیار اور محبت اور رضا کا جلوہ دیکھ رہے ہیں۔

پس جو دوست اپنا نام پیش کریں گے (مجھے یقین ہے کثرت سے نام پیش کریں گے) وہ اپنے کوائف وغیرہ سے متعلق مجلس نصرت جہاں وکالتِ تبشیر تحریک جدید کو مطلع کریں (ایک دوسری کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو مالی کمیٹی کہلاتی ہے مگر یہ انتظامی کمیٹی ہے) یہاں سے جو پہلے ڈاکٹر گئے ہیں ان کے متعلق خط وکتابت ہوتی رہی ہے اسے دیکھ کر (اس انتظامی کمیٹی کے ممبر) اخبار میں شائع کر دیں گے کہ اس قسم کے ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں فوری طور پر کوائف چاہئیں وہ آپ جلد بھجوادیں تا کہ ہم حسبِ ضرورت اجازتیں لیتے چلے جائیں ممکن ہے بہت زیادہ آدمیوں کی طرف سے درخواستیں آجائیں۔ اس وقت جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوگی انہیں بھیج دیں گے پھر باقیوں کو بھی اگر اگلے سال ضرورت ہوئی تو اس وقت بھیج دیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو دعاؤں کے ساتھ اور تدبیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے یہ توفیق مانگنی چاہئے کہ ہم کم از کم تیس ۳۰ ہیلتھ سنٹرز (یعنی طبی امداد کے مراکز) اسی سال کے اندر کھول دیں یہ کام بڑا ہی ضروری ہے۔ بعض تفاصیل ہیں وہ تو میں اس وقت نہیں بتاؤں گا لیکن یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے نوجوانوں کے دل بھی اور ہمارے بزرگ ڈاکٹروں کے دل بھی اس خدمت کے لئے کھول دے اور تیار کر دے اور ان کے دل میں خدمت کا جذبہ پیدا کر دے۔ جو دوست وہاں جائیں وہ یہ یاد رکھیں کہ وہ دنیا کمانے کے لئے وہاں نہیں جا رہے (اگرچہ دنیا ان کو پھر بھی مل جاتی ہے) ان کی نیّت یہ ہونی چاہئے کہ وہ دنیا کمانے کے لئے نہیں جا رہے بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور اس کی مخلوق کی خدمت کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ پس ان لوگوں سے پیار

کریں ان سے ہمدردی رکھیں جب کوئی بیمار آپ کے پاس آئے یا آپ کسی بیمار کے پاس جائیں تو آپ اس سے نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے اور ہمدردانہ طریق سے پیش آئیں ایک اچھے اور نیک ڈاکٹر کی تو باتیں بھی آدھی مرض کو دُور کر دیتی ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ان کے لئے بہت دعائیں کریں اور یہ ایک عظیم فرق ہے ایک احمدی ڈاکٹر اور اس ڈاکٹر میں جو ابھی احمدی نہیں۔ ایک احمدی ڈاکٹر اپنے مریض کی صرف تشخیص ہی نہیں کرتا یا اسے دوا ہی نہیں دیتا بلکہ اس کے لئے دعائیں بھی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسکے کاموں میں برکت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں ان مریضوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔ ہم نے دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول کے لئے اپنی محبت اور پیار اور خدمت اور ہمدردی اور غم خواری اور مساوات کے جذبہ سے جیتنے ہیں یہ ہمارا فرض ہے پس ہر ڈاکٹر کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ کس غرض کے لئے وہاں گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ میں شفا بخشے گا۔

اس وقت جو ڈاکٹر وہاں گئے ہیں مَیں عام طور پر ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ مثلاً ڈاکٹر سعید ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے وہاں گئے ہیں۔ مَیں نے انہیں بھجوایا تھا۔ ان دنوں میں میرے دل میں خاص طور پر یہ جذبہ تھا میں نے بڑی دعا کی کہ اے اللہ! تیری راہ میں یہ شخص سات ہزار میل دُور جا رہا ہے تُو اپنے فضل سے اس کے ہاتھ میں شفا بخش دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا بخش دی اور وہاں وہ بڑے کامیاب ڈاکٹر ہیں۔

پس کم از کم ۳۰ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے (اور مجھے امید ہے اس سے زیادہ ہو جائیں گے) کچھ تو انگلستان میں پڑھنے والے ڈاکٹروں میں سے بھی بعض نے اپنی خدمات پیش کی ہیں لیکن میں نے بتایا ہے کہ ہمارے پاس سب کے نام آ جانے چاہئیں پھر ہم ان میں سے انتخاب کریں گے ان کی Qualification (کوالیفیکیشن) دیکھیں گے اور اسی طرح دوسرے کوائف مثلاً عمر اور عادات وغیرہ وغیرہ ہزاروں باتیں ہیں یہ سب دیکھ کر پھر ان کو وہاں بھجوائیں گے۔ ویسے وہاں بڑا ہی مخلص دل انسان جانا چاہئے جس کے اُوپر ہم پورے طور پر اعتماد کر سکیں مثلاً نائیجیریا میں ہمارے ایک ہسپتال کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ انہوں نے پندرہ ہزار پاؤنڈ سے زیادہ کی سیونگ کی۔ وہاں ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ہوتا بس اخلاص

سے وہ ہر مہینے آپ ہی رقم بھیج دیتے ہیں سارے میڈیکل سنٹرز کا یہی حال ہے وہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے سارے اخراجات کے بعد یہ رقم بچی ہے اسے ہم بھجوا رہے ہیں۔

پس ہمیں اس قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے کیونکہ جو رقم بچتی ہے وہ کسی کی ذات پر تو خرچ نہیں ہونی ان ملکوں پر خرچ ہونی چاہئے۔ اور میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر گیمبیا میں مثلاً چار ہیلتھ سنٹرز کھل جائیں تو ہم وہاں ہر سال ایک نیا ہائی سکول کھول سکتے ہیں ہم نے ان دونوں میدانوں میں متوازی طور پر بڑی سُرعت کے ساتھ آگے بڑھنا ہے لیکن وہاں پہلے طبّی امداد کے مراکز کھلنے چاہئیں۔ دوست اپنے نام پیش کریں اور محمد اسمٰعیل صاحب منیرؔ جو متعلقہ کمیٹی کے سیکرٹری مقرر کئے گئے ہیں وہ مطلوبہ کوائف کے متعلق اخبار میں اعلان کرائیں اور بار بار اعلان کرائیں۔ میرے خیال میں ہمارے احمدی ڈاکٹروں کی ایک مجلس بھی ہے اس کی میٹنگ بھی بلائیں پھر انہی کے سپرد کریں گے کہ سب کے کوائف کو مدِّ نظر رکھ کر منتخب کریں کہ کون زیادہ موزوں ہے؟ ویسے تو بعض دفعہ بظاہر ایک ناموزوں انسان بھی جب وہاں چلا جاتا ہے تو اگر وہ دعا کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قابلیت بھی بڑھا دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سرچشمہ ہے علوم کا اور قابلیت کا۔ شفا بھی اس کی ہے باقی تو اس دنیا میں سب پردے ہیں جن کے پیچھے ہمیں اس کی صفات کے جلوے نظر آرہے ہیں۔ آج میں نے تین باتیں کہی ہیں ایک یہ کہ آپ کی فراست اور آپ کی بیداری سے منافق کو پتہ لگ جانا چاہئے کہ نفاق اس سلسلہ میں کامیاب نہیں ہوسکتا دوسرے یہ کہ میں نے جو ''نصرت جہاں ریزروفنڈ'' قائم کیا ہے اس میں اس وقت تک انگلستان کی جماعتیں دوسرے ہر ملک کی جماعتوں سے آگے نکلی ہوئی ہیں۔ اس وقت تک کا مَیں نے اس لیے کہا ہے کہ اس فنڈ کے متعلق میں نے پہلے ان سے اپیل کی تھی لیکن خدا کرے کہ صرف یہی وجہ ہو اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہ ہو اور آپ جلد ان سے آگے نکلنے کی کوشش کریں اور تیسری بات میں نے یہ کہی ہے کہ احمدی ڈاکٹر اور ٹرینڈ ٹیچرز رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں اور دین ودُنیا کی حسنات کے وارث ہوں۔ جیسا کہ میں نے لندن میں بھی کہا تھا آپ کو بھی وہی بات کہہ دیتا ہوں۔ آپ رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کریں ورنہ اگر رضا کارانہ طور پر جو خدمات پیش کی گئیں اگر ضرورت کے مطابق نہ ہوئیں تو پھر میں حکم

دوں گا اور اس صورت میں آپ کے لئے دو۲ راستے کھلے ہوں گے یا جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں یا پھر خلافت کی اطاعت کریں اور آپ خلافت کی ضرور اطاعت کریں گے، انشاء اللہ۔ لیکن ایک رضا کارانہ خدمت اور ایک وہ خدمت جس میں کچھ مجبوری کا اثر بھی ہو اس خدمت میں ہماری عقل (اللہ تعالیٰ کو تو پتہ نہیں کیا منظور ہوتا ہے) ضرور فرق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کی توفیق بخشے جن سے وہ راضی ہو جائے اور جس کے نتیجہ میں اس کا وہ وعدہ پورا ہو جو اس نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اور جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تھا اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کے نتیجہ میں مہدی معہود کے زمانہ میں تمام اقوامِ عالم کو اخوت اور برادری کے سلسلہ میں پرو دیا جائے گا۔ یہ وہ عظیم وعدہ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے اور یہ وہ عظیم وعدہ ہے جس کے پورا ہونے کے آثار اسلام کے افق پر آج ہمیں نظر آرہے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔ سوال صرف یہ ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کے لئے وہ ہم سے جو قربانیاں مانگتا ہے کیا ہم اس کی منشاء کے مطابق اس کی رضا کے حصول کیلئے اس قدر قربانی پیش کر دیں گے؟ جتنی وہ چاہتا ہے کہ ہم پیش کریں اگر ہم ایسا کریں گے تو آپ یہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ یہ بشارت دی ہے کہ ہم پر بھی ہمارا رب کریم اسی طرح فضل اور رحم فرمائے گا جس طرح اس نے صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برسائی تھی۔ اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی بشارت مل نہیں سکتی اور اس سے بڑھ کر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا وارث بن نہیں سکتا۔ پس آج وقت ہے دنیا، دنیا کے کاموں میں محو اور غافل ہے آپ خدا کے لئے اپنی غفلتوں کو چھوڑ کر اس کی اس عظیم بشارت کے وارث بننے کی سعی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲ رجولائی ۱۹۷۵ء صفحہ ۳ تا ۶)

❁❁❁